Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Story of Prophet Ādam (ʿAlayhi al-Salām) in Tafsīr Fī Ẓilāl al-Qur'ān: A Daʿwah Analysis and Practical Guidance

تفسیر فی ظلال القرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے کا دعوتی تجزیہ: قرآنی اسلوب اور عملی رہنمائی

Authors Details

1. Kashifah Sadiq (Corresponding Author)
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Islamia University, Bahawalpur, Pakistan. kashifah.sadiq@email.com

2. Muhammad Tayyab
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Islamia University, Bahawalpur, Pakistan.

Citation

Sadiq, Kashifah and Muhammad Tayyab"The Story of Prophet Ādam (ʿAlayhi al-Salām) in Tafsīr Fī Ẓilāl al-Qur'ān: A Daʿwah Analysis and Practical Guidance."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 429– 443.

Submission Timeline

Received: Sep 20, 2024
Revised: Oct 10, 2024
Accepted: Nov 02, 2024
Published Online: Nov 13, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Story of Prophet Ādam (ʿAlayhi al-Salām) in Tafsīr Fī Ẓilāl al-Qur'ān: A Daʿwah Analysis and Practical Guidance

تفسیر فی ظلال القرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے کا دعوتی تجزیہ: قرآنی اسلوب اور عملی رہنمائی

*کاشفہ صادق * محمد طیب

Abstract

The story of Prophet Ādam (ʿAlayhi al-Salām) is one of the foundational narratives in the Qur'ān, providing profound lessons for humanity. In Sayed Quṭb's Tafsīr *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, this story is interpreted with a distinctive daʿwah perspective, emphasizing human dignity, the significance of knowledge, and moral responsibility. The creation of Ādam (ʿAlayhi al-Salām) symbolizes not only the divine miracle of human existence but also underscores humanity's role as Allah's vicegerent on Earth. The narrative explores critical themes such as obedience, disobedience, repentance, and divine mercy, presenting a framework for individual and collective guidance. Quṭb highlights the didactic elements of the story, demonstrating how its lessons can foster spiritual refinement, social harmony, and a proactive approach to life's challenges. From the command to the angels to prostrate, through the test in paradise, to the ultimate descent to Earth, the story offers timeless principles of humility, accountability, and perseverance. This paper examines the invitational (daʿwah) methodology derived from the story, including emphasis on ethics, repentance, community building, and justice. By exploring the lessons of this narrative, the study aims to contribute to a better understanding of the Qur'ān's universal guidance for a balanced and fulfilling life

Keywords: Prophet Ādam, Daʿwah, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, Qur'ānic Narrative, Divine Guidance

تعارف موضوع

حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے، جو انسانی تاریخ کے ابتدائی اصولوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف تخلیق انسان کے معجزے کو ظاہر کرتا ہے بلکہ انسانی فطرت، آزمائش، اور ہدایت کے پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ تفسیر فی ظلال القرآن میں سید قطب نے اس واقعے کو دعوتی انداز میں پیش کیا ہے، جو انسان کی ذمہ داریوں اور اخلاقی بلندی پر روشنی ڈالتا ہے۔ حضرت آدم کی

* ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، پاکستان۔

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، پاکستان۔

تخلیق، فرشتوں کا سجدہ، شیطان کی سرکشی، اور جنت سے زمین پر نزول جیسے پہلو دعوت و اصلاح کے پیغامات پر مبنی ہیں۔ یہ واقعہ انسان کی عظمت اور اللہ کے احکامات پر عمل کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اس میں علم، توبہ، اور اخلاقی اقدار کو بنیادی اصولوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو فرد اور معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ قرآن کس طرح دعوت و تبلیغ کے لیے واقعے کو ایک مؤثر ذریعہ بناتا ہے، اور انسان کو اللہ کی راہ پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔

مبحث اول: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق؛ انسانیت کی ابتداء، مقصد اور رہنمائی

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ انسانی تاریخ کی ابتدائی بنیادوں میں ایک اہم موڑ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ"[1] اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے تھی پیدا کیا۔

جو اس بات کی علامت ہے کہ انسان کی تخلیق کا عمل ایک معجزہ ہے۔ یہ عمل صرف ایک جسمانی تخلیق نہیں، بلکہ ایک روحانی اور اخلاقی پیغام بھی رکھتا ہے۔ اللہ نے حضرت آدم کو بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا اور انہیں زندگی کا پیغام دیا۔ یہ تخلیق اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مقام عطا کیا، تاکہ وہ زمین پر اللہ کا نائب بن سکے۔

فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کی تخلیق کا واقعہ بھی اس تخلیق کی اہمیت کو بڑھاتا ہے۔ اللہ نے فرشتوں کو خبر دی کہ وہ ایک نائب بنائے گا، جو کہ انسان کی حیثیت کو ثابت کرتا ہے۔ یہ بات اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے انسانی زندگی میں ایک مقصد رکھا ہے، جو صرف عبادت نہیں بلکہ اجتماعی اصلاح اور قیادت کا بھی ہے۔ جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، تو یہ ایک علامتی عمل تھا جو انسان کی عظمت اور اللہ کی تخلیقی قوت کو ظاہر کرتا ہے۔ فرشتوں نے سجدہ کیا، لیکن شیطان (ابلیس) نے انکار کیا، جو انسان کی فطرت کی پہلی آزمائش کو واضح کرتا ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ نافرمانی اور تکبر انسان کی فطرت میں شامل ہو سکتے ہیں، اور اسی وجہ سے اللہ نے انسان کو آزمانے کے لیے آزاد ارادہ دیا۔

حضرت آدم کی تخلیق کا یہ واقعہ نہ صرف انسانی فطرت کی عکاسی کرتا ہے بلکہ یہ اللہ کی قدرت اور حکمت کا بھی ثبوت ہے۔ اللہ نے جب حضرت آدم کی تخلیق کی تو انہیں علم و حکمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر چیز کے نام سکھائے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو علم کی تلاش میں رہنا ہے۔

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "[2]

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

---

1. Al-Shuʿarāʾ, 26:15.
2 Luqmān, 31:2.

یہ علم اور حکمت انسان کی شناخت کا حصہ ہے، اور یہ انسان کو اللہ کی راہ پر چلنے کی طاقت فراہم کرتا ہے۔ حضرت آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی انسانیت کی تاریخ کا آغاز ہوا، جس میں کئی امتحانات، کامیابیاں اور ناکامیاں شامل ہیں۔

یہ تخلیق کے ابتدائی مراحل میں ایک خاص پیغام بھی مضمر ہے، جو انسان کی عظمت، مقام، اور ذمہ داریوں کو واضح کرتا ہے۔ انسان کو اللہ کی عبادت اور اس کے احکامات کی پیروی کرنا ہے۔ اس تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ انسان نہ صرف اپنی ذات کی فکر کرے بلکہ اس کی ذمہ داریوں کا بھی خیال رکھے۔ حضرت آدم کی تخلیق کا یہ عمل انسانی زندگی میں ایک اہم موڑ ہے، جو انسان کو اللہ کے قریب کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس تخلیق کے بعد حضرت آدم کی زندگی کا سفر شروع ہوتا ہے، جو ان کے لیے اور ان کی نسل کے لیے ایک عظیم مثال بن جائے گا۔ یہ تخلیق کا آغاز نہ صرف ایک واقعہ ہے بلکہ ایک اہم درس بھی ہے جو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں چلنے کے لیے ہمیں علم، ہمت، اور ایمان کی ضرورت ہے۔ انسان کو اپنے خالق کی بندگی میں سر جھکانا ہے اور اس کی ہدایات کی پیروی کرنی ہے، تاکہ وہ اپنے مقصد کو سمجھ سکے اور اس کی رضا حاصل کر سکے۔ حضرت آدم کی تخلیق کا یہ پیغام آج بھی انسانیت کے لیے ایک راہنما اصول ہے، جو ہمیں اپنی زندگیوں کو اللہ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت کا احساس دلاتا ہے۔[3]

حضرت آدم کی تخلیق کا واقعہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم سب کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ یہ واقعہ انسانی فطرت کی ایک جامع تصویر پیش کرتا ہے، جو ہماری زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس تخلیق کے پیچھے جو حکمت ہے، وہ ہمیں اپنے وجود کے مقصد کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے، اور ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کو کس طرح گزارنا ہے۔

ا۔ فرشتوں کا سجدہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا فیصلہ کیا، تو یہ ایک اہم ترین لمحہ تھا جو انسانی تاریخ کے دھارے کو بدلنے والا تھا۔ اللہ نے فرشتوں کو خبر دی کہ وہ ایک نائب بنانے جا رہا ہے۔ یہ خبر انسانیت کے لیے ایک منفرد موقع کی نشاندہی کرتی ہے، کیونکہ اللہ نے حضرت آدم کو اپنی تخلیق کا خاص مقام عطا کیا۔ فرشتوں کی موجودگی میں یہ اعلان انسانی عظمت کا ایک اہم پیغام تھا، کہ انسان کو اللہ کی مخلوقات میں سے سب سے اعلیٰ درجہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا، جو کہ نہ صرف انسان کی عزت کا مظہر تھا بلکہ یہ فرشتوں کی اطاعت اور اللہ کی قدرت کا بھی ایک نمونہ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"[4]

---

[3] Sayyid Quṭb Shāhīd, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, Lāhor:Idārah Manshūrāt Islāmī, 1998, 1:80.
[4] Al-Rūm, 30:2.

اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

امام بخاریؒ نے اس آیت کے ضمن میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ يَعْنِي:" لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزْ اللَّحْمُ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنَّ أُنْثَى زَوْجَهَا "[5]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حواء نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔

جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، تو یہ سجدہ ایک علامتی عمل تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حضرت آدم کو اللہ کی طرف سے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ فرشتوں نے فوراً سجدہ کر دیا، جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ اللہ کی ہر بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی مخلوقات کے ساتھ ایک خاص تعلق قائم کرتے ہیں۔ یہ سجدہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اللہ کی مخلوقات میں جو بھی مقام دیا گیا ہے، وہ صرف اللہ کے حکم سے ہی ممکن ہے۔ سجدے کا یہ عمل ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم کی پیروی کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ تاہم، اس واقعے میں ایک مخلوق، یعنی شیطان (ابلیس)، نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ شیطان کا انکار اس کی تکبر اور غرور کا نتیجہ تھا، جو کہ انسانی فطرت کی ایک خامی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نے اللہ کی حکمت کو چیلنج کیا اور یہ سوچا کہ وہ اپنی نسل کی بنیاد پر حضرت آدم سے بہتر ہے۔ اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان اور اس کی مخلوق کی فطرت میں بھی نافرمانی کا عنصر شامل ہو سکتا ہے، جس کا سامنا ہمیں اپنی زندگی میں کرنا پڑتا ہے۔

فرشتوں کے سجدے کا یہ عمل نہ صرف حضرت آدم کی عظمت کا ثبوت ہے، بلکہ یہ انسانیت کے لیے ایک عظیم درس بھی ہے۔ اس سجدے میں نہ صرف اللہ کی محبت اور اطاعت کا اظہار ہے، بلکہ یہ اس بات کی یاد دہانی بھی ہے کہ ہر مخلوق کو اپنے خالق کے سامنے جھکنا چاہیے۔ یہ سجدہ ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ انسان کا اصل مقام اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف اس وقت کی اہمیت رکھتا ہے، بلکہ یہ آج بھی انسانیت کے لیے ایک رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ ہمیں یہ سیکھنا ہے کہ ہم کس طرح اللہ کی عبادت کریں، اپنی زندگیوں کو اس کی ہدایات کے مطابق ڈھالیں، اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ فرشتوں کا سجدہ ایک عظیم الشان لمحہ تھا، جس نے انسانی وجود کے مقصد اور اس کی ذمہ داریوں کو واضح کیا۔ یہ سجدہ اس بات کی علامت بھی ہے کہ اللہ کی مخلوق، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان، کو اپنی جگہ پر رہ کر اللہ کی رضا کے لیے

---

[5] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyā', Bāb Qawl Allāh Taʿālā: (Waʾidh Qāla Rabbuka lil-Malāʾika Innī Jaʿilun fī al-Arḍ Khalīfa)*, Karāchī :Maktabah al-Bushrā, 3:432, ḥadīth no. 3330.

کام کرنا ہے۔ اس واقعے میں انسان کی تقدیر کا آغاز ہوتا ہے، اور یہ سکھاتا ہے کہ سچائی، صداقت، اور اللہ کی راہ میں چلنے کا عزم انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔[6]

فرشتوں کا سجدہ حضرت آدم کی تخلیق کے پس منظر میں ایک اہم واقعہ ہے جو انسان کی حیثیت، اس کی ذمہ داریوں، اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت کو واضح کرتا ہے۔ یہ سجدہ نہ صرف ایک عبادت ہے، بلکہ یہ انسانی وجود کے مقصد کا تعین بھی کرتا ہے۔ اس واقعے کا پیغام آج بھی انسانیت کے لیے ایک رہنما اصول ہے، جو ہمیں اپنی زندگیوں کو اللہ کے احکامات کے مطابق گزارنے کی ضرورت کا احساس دلاتا ہے۔

ب۔ جنت میں زندگی

جب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا کو جنت میں داخل کیا گیا، تو یہ ایک ایسے مقام کی عکاسی کرتا ہے جہاں اللہ کی نعمتیں بے شمار، راحتیں بھرپور اور سکون کی فضائیں موجود تھیں۔ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں ایک خوبصورت باغ میں رکھا، جہاں ہر طرف سرسبز درخت، بہار میں کھلنے والے پھول، اور مختلف قسم کے پھل موجود تھے۔ یہ جنت کا ماحول انسان کی فطرت کی عکاسی کرتا ہے کہ انسان کو سکون، محبت اور خوشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت آدم اور حوا کے لیے یہ جگہ ایک مثالی زندگی گزارنے کا موقع تھی، جہاں نہ تو تھکن تھی اور نہ ہی کوئی مشکل۔ اس خوبصورت باغ میں ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی مہربانی کا شکر ادا کرنے کا موقع فراہم کرتا تھا۔

جنت ایک ایسا مقام تھا جہاں زندگی کی تمام نعمتیں مہیا تھیں۔ حضرت آدم اور حوا کو جنت میں جو آرام اور سکون ملا، وہ ان کے لئے ایک روحانی تجربہ تھا۔ یہاں ہر چیز کی فراوانی تھی، اور زندگی میں کوئی بھی مصیبت، غم یا بیماری نہیں تھی۔ جنت کی زندگی میں حضرت آدم اور حوا کو ایک آرام دہ ماحول فراہم کیا گیا تھا، جہاں وہ اللہ کی عبادت کر سکتے تھے اور اپنے خالق کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کر سکتے تھے۔ یہ زندگی ان کے لیے نہ صرف جسمانی ضروریات کو پورا کرتی تھی، بلکہ روحانی سکون بھی فراہم کرتی تھی۔ جنت میں ان کے پاس ہر قسم کی نعمتیں موجود تھیں، جو کہ اللہ کی رحمت اور عطا کا مظہر تھیں۔ "وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا"[7] اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ۔

ج۔ نعمتوں کی فراوانی

جنت میں زندگی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ وہاں پر نعمتوں کی کمی نہیں تھی۔ حضرت آدم اور حوا کو اللہ کی طرف سے ہر قسم کے پھل کھانے کی اجازت تھی۔ یہ پھل نہ صرف صحت کے لیے فائدہ مند تھے بلکہ ان کا ذائقہ بھی لذیذ تھا۔ جنت کی زندگی میں ہر چیز بکھری ہوئی تھی، جہاں انسان کو اپنی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کا پورا احساس تھا۔ جنت میں رہائش کی یہ صورت حال انسان کے لیے ایک مثالی ماحولیاتی تجربہ فراہم کرتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے بہترین حالات فراہم کیے ہیں۔

---

[6] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:87.
[7] Fāṭir, 35:2.

د۔ آزمائش کا پہلو

حالانکہ جنت ایک مثالی مقام تھا، لیکن اللہ نے اس میں ایک آزمائش بھی رکھی تھی۔ "وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"[8] اللہ نے حضرت آدم اور حوا کو ایک مخصوص درخت کے قریب جانے سے منع کیا، جو کہ ان کی نافرمانی کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ یہ آزمائش اس بات کی علامت تھی کہ ہر انسان کو اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اللہ نے انہیں واضح طور پر سمجھایا کہ ان کی خوشی اور سکون اس بات میں ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کی پیروی کریں۔ آزمائش کا یہ پہلو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ زندگی میں ہر خوشی اور سکون کے ساتھ ایک ذمہ داری بھی جڑی ہوتی ہے، اور ہمیں اللہ کی ہدایات کی پاسداری کرنی چاہیے۔

ہ۔ شیطان کا وسوسہ

جنت کی زندگی میں ایک اہم واقعہ شیطان کا وسوسہ ہے۔ جب حضرت آدم اور حوا جنت میں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے، تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ اس نے انہیں فریب دیا کہ اگر وہ اس مخصوص درخت کا پھل کھائیں گے تو انہیں علم حاصل ہو گا اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ "فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ "[9] یہ وسوسہ انسان کی فطرت کا ایک حصہ ہے، جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ کبھی کبھی انسان اپنی فطرت کے باعث اللہ کی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ حضرت آدم اور حوا نے اس وسوسے کا سامنا کیا، اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان کو اپنی خواہشات کے سامنے نہیں جھکنا چاہیے بلکہ اللہ کی ہدایات کی پیروی کرنی چاہیے۔[10]

و۔ نافرمانی کا نتیجہ

جب حضرت آدم اور حوا نے شیطان کے وسوسے میں آکر اللہ کی نافرمانی کی اور اس درخت کا پھل کھا لیا، تو انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔ "قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ "[11] فرمایا اُترو تم میں ایک دوسرے کا دشمن اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے فرمایا اسی میں جیؤ گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے اٹھائے جاؤ گے۔ یہ واقعہ انسانیت کے لیے ایک اہم درس ہے کہ نافرمانی کے نتائج ہمیشہ ہوتے ہیں۔ جنت سے نکالنے کا یہ فیصلہ ان کی زندگی کا ایک نیا موڑ تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ جب حضرت آدم اور حوا نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے توبہ کی، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ یہ واقعہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کی رحمت ہمیشہ موجود رہتی ہے، اور ہم اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

---

[8] Fāṭir, 35:2.
[9] Yā Sīn, 36:2.
[10] 11. Al-Nūr, 24:7.
[11] Al-Nūr, 24:7.

ز۔ نئے سفر کا آغاز

جنت سے نکلنے کے بعد، حضرت آدم اور حوا کی زندگی ایک نئے سفر کی شروعات کرتی ہے۔ انہیں زمین پر بھیجا گیا، جہاں انہیں اپنی زندگی کے لیے نئے اصول وضوابط بنانے تھے۔ زمین پر آکر، حضرت آدم اور حوا کو اپنی زندگی کے لیے محنت اور جدوجہد کرنی تھی۔ یہ واقعہ انسانیت کے لیے ایک عظیم درس ہے کہ زندگی میں آزمائشیں اور چیلنجز آتے ہیں، لیکن اللہ کی ہدایت اور رحمت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ حضرت آدم کی زمین پر زندگی کا آغاز انسان کی فطرت کی ایک نئی جہت کا آغاز ہے، جہاں اسے اپنی کوششوں اور محنتوں کے ذریعے زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنا ہے۔ جنت میں زندگی حضرت آدم اور حوا کے لیے ایک مثالی تجربہ تھا، جو انسان کی فطرت کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ زندگی نہ صرف آرام وسکون کا مقام تھی، بلکہ یہ ایک اہم درس بھی فراہم کرتی ہے کہ اللہ کی ہدایات کی پابندی اور توبہ کی اہمیت کیا ہے۔ جنت کا یہ واقعہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے ہمیشہ اللہ کی رحمت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جنت میں زندگی کا یہ تجربہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہماری اصل خوشی اور سکون اللہ کے احکامات کی پیروی میں ہے۔

ح۔ نسل انسانی کا آغاز

نسل انسانی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہوتا ہے، جو کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی خاص مٹی سے پیدا کیا اور انہیں اپنی روح سے پھونکا "فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهُ سَاجِدِيْنَ"[12] جس سے انہیں زندگی عطا کی گئی۔ یہ عمل نہ صرف ایک جسمانی تخلیق تھا بلکہ ایک روحانی مقام بھی تھا۔ حضرت آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی انسانیت کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے، جو کہ مختلف امتحانات، کامیابیوں، اور ناکامیوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف انسانی وجود کی ابتدا کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ اللہ کی حکمت اور رحمت کا بھی ثبوت ہے کہ اس نے اپنے بندے کو زندگی کی راہ دکھانے کے لیے منتخب کیا۔

جب حضرت آدم کو جنت میں داخل کیا گیا، تو ان کی بیوی حوا بھی اسی تخلیق کے عمل کا حصہ تھیں، جو اللہ کی جانب سے حضرت آدم کے لیے ایک خاص رفیق تھیں۔ اللہ نے انہیں ایک ساتھ جنت میں رہنے کا موقع دیا، جہاں وہ ایک دوسرے کی معاونت کرتے اور اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ ان کی زندگی کا یہ پہلو انسانیت کے لیے ایک اہم درس ہے، کہ اجتماعی زندگی میں محبت، تعاون، اور ایک دوسرے کی مدد کی اہمیت ہے۔ حضرت آدم اور حوا کی محبت اور ان کا باہمی تعاون نسل انسانی کی بنیادوں میں شامل ہے، جس سے ہمیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ ایک خوشحال معاشرہ اسی وقت پروان چڑھتا ہے جب اس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں۔

[12] Al-‘Ankabūt, 29:15.

ط۔ زمین پر زندگی کا آغاز

جنت سے نکلنے کے بعد، حضرت آدم اور حوا کو زمین پر بھیج دیا گیا، جہاں ان کی زندگی کے نئے چیلنجز شروع ہوئے۔ "قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ"[13] اسی میں جیؤ گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے اٹھائے جاؤ گے۔ اللہ نے انہیں ہدایت دی کہ وہ اپنی زندگی کو سنواریں، محنت کریں، اور اپنی نسل کی تربیت کریں۔ یہ واقعہ انسانیت کے لیے ایک عظیم درس ہے کہ زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن اللہ کی ہدایت ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ حضرت آدم اور حوا کو زمین پر آ کر اپنی نئی زندگی کے اصول وضع کرنے تھے، اور انہیں اپنی نسل کی تربیت کرنی تھی تاکہ وہ اللہ کے راستے پر چل سکیں۔

نسل انسانی کا آغاز دراصل حضرت آدم اور حوا کی اولاد سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے بچوں کو اللہ کی توحید، عبادت، اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے کی تعلیم دی۔ یہ نسلیں آہستہ آہستہ بڑھتی گئیں، اور زمین پر انسانوں کا معاشرہ تشکیل پانے لگا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان کا ایک خاص مقصد ہے اور ہر ایک کو اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ پیغام نسل انسانی کے لیے ایک واضح ہدایت ہے کہ ہمیں اپنے اخلاقی اور روحانی اقدار کا خیال رکھنا ہے۔ اس واقعہ کا احاطہ حدیث میں یوں کیا گیا ہے۔

> "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " احتج آدم، وموسى عليهما السلام عند ربهما، فحج آدم موسى، قال موسى: انت آدم الذي خلقك الله بيده، ونفخ فيك من روحه، واسجد لك ملائكته واسكنك في جنته، ثم اهبطت الناس بخطيئتك إلى الارض، فقال آدم: انت موسى الذي اصطفاك الله برسالته وبكلامه، واعطاك الالواح فيها تبيان كل شيء، وقربك نجيا، فبكم وجدت الله كتب التوراة قبل ان اخلق؟ قال موسى: باربعين عاما، قال آدم: فهل وجدت فيها: وعصى آدم ربه فغوى قال: نعم، قال: افتلومني على ان عملت عملا كتبه الله علي ان اعمله قبل ان يخلقني باربعين سنة؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فحج آدم موسى"[14]

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام نے اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے کو دلیلیں دیں اور حضرت آدم علیہ السلام دلیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے، حضرت موسیٰ نے کہا: آپ وہ آدم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور آپ میں اپنی روح کو پھونکا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا، پھر آپ نے اپنی غلطی سے لوگوں کو جنت سے نکلوا کر زمین میں اتروا دیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنی ہم کلامی کے ذریعے سے فضیلت بخشی اور

---

[13] Al-Furqān, 25:7.

[14] Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣ*aḥīḥ Muslim, Kitāb al-Qadar, Bāb Ḥijājj Ādam wa Mūsā ‘alayhimā al-salām*, Karāchī :Maktabah al-Bushrā, 2018, 2:435, ḥadīth no. 6744.

تمہیں) تورات کی (وہ تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کی وضاحت ہے اور تمہیں سرگوشی کے لیے جانے والا بنا کر اپنا قرب عطا فرمایا۔) تم یہ بتاؤ (تمہارے علم کے مطابق اللہ نے میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے تورات کو) اس صورت میں (لکھا) جس طرح وہ تم پر نازل ہوئی؟ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا: چالیس سال سے) قبل۔ (حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے اس میں یہ) لکھا ہوا (پایا: "آدم نے اپنے پروردگار) کے حکم (سے سرتابی کی اور راہ سے ہٹ گیا"؟) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (کہا: ہاں، تو انہوں نے کہا: کیا تم مجھے اس بات پر ملامت کر رہے ہو کہ میں نے وہ کام کیا جو اللہ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے مجھ پر لکھ دیا تھا کہ میں وہ کام کروں گا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس طرح آدم علیہ السلام نے دلیل سے موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کر دیا۔

مبحث دوم: آدم علیہ السلام کے واقعہ سے ماخوذ دعوتی اسلوب

آدم علیہ السلام کے واقعہ سے مندرجہ زیل اسلوب اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

ا۔ اللہ کی رحمت اور ہدایت

حضرت آدم اور حوا کی زندگی کا یہ سفر نہ صرف ان کے لیے بلکہ نسل انسانی کے لیے بھی ایک سبق ہے۔ اللہ نے انسان کو توبہ کرنے کی صلاحیت عطا کی، اور جب بھی وہ غلطی کرتے، اللہ کی رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا۔ حضرت آدم کی توبہ اور اللہ کی طرف رجوع نے انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ غلطیوں کا ہونا انسانی فطرت کا حصہ ہے، لیکن اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس سے مدد طلب کرنا ہمیشہ ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ

"فَتَلَقَّىٰٓ اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ"[15]

پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔ اللہ کی ہدایت اور رحمت ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ ہم اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں اور اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔

نسل انسانی کا آغاز ایک عظیم اور معجزاتی واقعہ ہے، جو اللہ کی قدرت اور حکمت کا مظہر ہے۔ حضرت آدم اور حوا کی تخلیق، ان کی جنت میں زندگی، اور پھر زمین پر ان کا سفر، یہ سب کچھ انسانی تاریخ کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ واقعات ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ ہمیں اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کے ساتھ رہنا چاہیے۔ نسل انسانی کی یہ کہانی ہمیں ایک جامع پیغام دیتی ہے کہ ہم سب کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس کی ہدایات کی پیروی کرنی چاہیے تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو کامیاب بنا سکیں۔

---

[15] Fāṭir, 35:2.

ب۔ صدق اور امانت

اسلام میں اخلاقی تعلیمات میں صدق اور امانت کا تصور بہت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار سچائی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ صدق کا مطلب ہے کہ انسان اپنی گفتار اور افعال میں سچا ہو۔ یہ صرف باتوں کی صداقت تک محدود نہیں، بلکہ اعمال میں بھی سچائی کو شامل کرتا ہے۔ امانت کا تصور اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ انسان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے۔ جب انسان امانتدار ہوتا ہے، تو وہ اپنے وعدوں کو نبھاتا ہے اور دوسروں کی چیزوں کا خیال رکھتا ہے۔ یہ اصول فرد کے کردار کی بنیاد بناتے ہیں اور ایک با اعتماد معاشرہ قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔[16]

ج۔ اخلاقی شائستگی

اخلاقی شائستگی یا ادب کا مقام بھی اخلاقی تعلیمات میں بہت اہم ہے۔ ایک فرد کا اخلاقی رویہ اس کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ نے اپنے اخلاق سے مثال قائم کی، اور ہمیں سکھایا کہ دوسروں کے ساتھ محبت، شفقت، اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔ اخلاقی شائستگی میں لوگوں کے ساتھ نرم گفتاری، حسن سلوک، اور عفوو درگزر شامل ہیں۔ یہ خصوصیات نہ صرف فرد کی شخصیت کو نکھارتی ہیں بلکہ معاشرتی تعلقات کو بھی مضبوط کرتی ہیں۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ شائستگی سے پیش آتے ہیں، تو یہ ایک دوستانہ اور محبت بھرا ماحول تخلیق کرتا ہے۔

د۔ عزت نفس اور احترام

عزت نفس اور دوسروں کا احترام بھی اخلاقی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ انسان کو اپنی ذات کی عزت کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ بات بار بار آئی ہے کہ کسی بھی انسان کی عزت و وقار کا خیال رکھنا ضروری ہے، چاہے وہ کسی بھی معاشرتی حیثیت کا حامل ہو۔ احترام کا یہ تصور انسانیت کو جوڑتا ہے اور ایک باہمی احترام پر مبنی معاشرت قائم کرتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں، تو اس سے معاشرت میں امن و سکون قائم ہوتا ہے۔

ہ۔ انصاف اور مساوات

انصاف اور مساوات کی تعلیمات بھی اخلاقی تعلیمات میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ اسلام میں انصاف کی بڑی اہمیت ہے، اور یہ بات بار بار قرآن و سنت میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انصاف قائم کرنا ایمان کا حصہ ہے، اور معاشرتی انصاف کی عدم موجودگی میں معاشرتی توازن برباد ہو جاتا ہے۔ ہر انسان کو یکساں حقوق حاصل ہیں، اور کسی بھی شخص کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونی چاہیے۔ جب معاشرتی انصاف قائم ہوتا ہے، تو اس سے لوگوں کے درمیان محبت اور اعتماد بڑھتا ہے، اور یہ ایک خوشحال معاشرت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

[16] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:89.

و۔ محبت اور رحم دلی

محبت اور رحم دلی کا جذبہ بھی اخلاقی تعلیمات کا ایک اہم عنصر ہے۔ انسانیت کی خدمت اور دوسروں کی مدد کرنا ایک عظیم عمل ہے۔ اسلام میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ کسی کی مدد کرنا نہ صرف ایک نیک عمل ہے بلکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔ محبت کا یہ جذبہ انسانوں کے درمیان اتحاد اور بھائی چارے کو بڑھاتا ہے، اور یہ معاشرتی تعلقات کو مزید مضبوط کرتا ہے۔[17] رحم دلی کا یہ احساس ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں دوسروں کی مشکلات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ز۔ توبہ اور اصلاح

اخلاقی تعلیمات میں توبہ اور اصلاح کا تصور بھی شامل ہے۔ انسان کی فطرت میں خطا کا پہلو شامل ہے، اور یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے اور اللہ سے معافی مانگے۔ توبہ کا یہ عمل انسان کو اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے اور اسے بہتر انسان بننے کی تحریک دیتا ہے۔ جب لوگ اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو یہ ان کے اخلاقی معیار کو بلند کرتا ہے۔ اصلاح کا یہ عمل فرد کے کردار کو مضبوط بناتا ہے اور اس کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لاتا ہے۔

اخلاقی تعلیمات کا مقصد انسان کی فطرت کو بہتر بنانا، اسے صحیح اور غلط کی تمیز کرنا سکھانا، اور اسے اللہ کی رضا کے حصول کی راہ پر چلانا ہے۔ یہ تعلیمات فرد کی زندگی میں تبدیلیاں لاتی ہیں اور معاشرت میں امن و سکون قائم کرتی ہیں۔ اسلامی اخلاقی اصول انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے نہایت اہم ہیں، اور ان کی پیروی کرنا ایک خوشحال اور کامیاب زندگی کا ضامن ہے۔ ہر فرد کو اپنی زندگی میں ان اخلاقی تعلیمات کو شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ ایک بہتر انسان بن سکیں اور اپنے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لا سکیں۔

ح۔ اجتماعی اصلاح کی ضرورت

اجتماعی اصلاح کی ضرورت انسانی معاشرت میں ایک نہایت اہم پہلو ہے، کیونکہ معاشرتی مسائل کی جڑیں فرد کی سطح پر ہی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی گہرائی تک جاتی ہیں۔ جب ایک فرد کی سوچ، رویے، اور عمل میں بہتری آتی ہے تو وہ خود بخود اپنے ارد گرد کے ماحول پر بھی مثبت اثر ڈالتا ہے۔ تاہم، یہ ضروری ہے کہ اصلاح کا عمل صرف انفرادی سطح تک محدود نہ رہے بلکہ یہ ایک اجتماعی تحریک بن جائے۔ اجتماعی اصلاح کی ضرورت اس وقت زیادہ شدت اختیار کرتی ہے جب معاشرت میں بے راہ روی، ناانصافی، اور اخلاقی انحطاط کی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرتی ٹوٹ پھوٹ، عدم استحکام، اور بے چینی کی فضا پیدا ہوتی ہے، جس کا علاج اجتماعی اصلاح کے ذریعے ہی ممکن ہے۔[18]

[17] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:80.
[18] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:109.

ط۔ معاشرتی مسائل

اجتماعی اصلاح کی ضرورت اس لیے محسوس ہوتی ہے کہ معاشرتی مسائل کی جڑیں گہرائی میں ہوتی ہیں۔ بے روزگاری، غربت، تعلیم کی کمی، اور صحت کی عدم فراہمی جیسے مسائل ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ان کی اصلاح کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب افراد اپنی اپنی سطح پر کوشش کرتے ہیں تو ان کے نتائج عموماً محدود ہوتے ہیں، لیکن جب یہ کوششیں ایک اجتماعی تحریک میں تبدیل ہو جائیں تو ان کا اثر زیادہ گہرا اور دور رس ہوتا ہے۔ اس طرح کی اصلاحات معاشرت کی بنیادی ساخت کو مضبوط کرنے اور افراد کے معیار زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔

ی۔ اجتماعی شعور کی تشکیل

اجتماعی اصلاح کی اہمیت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب معاشرت میں اجتماعی شعور کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسانیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ اجتماعی شعور کی تشکیل کے ذریعے لوگ اپنے مسائل کو سمجھتے ہیں، ان کے حل کے لیے کوشش کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔[19] یہ شعور نہ صرف افراد کی فکر کو وسعت دیتا ہے بلکہ انہیں اپنی طاقت اور اثر و رسوخ کا ادراک بھی کراتا ہے۔ جب لوگ مل کر کام کرتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں بلکہ ایک مضبوط اور مستحکم معاشرت بھی تشکیل دیتے ہیں۔

ک۔ معاشرتی ہم آہنگی اور اتحاد

اجتماعی اصلاح کی ضرورت اس وقت بھی محسوس ہوتی ہے جب معاشرت میں تقسیم اور انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ معاشرتی ہم آہنگی اور اتحاد کے بغیر، مسائل کا حل ممکن نہیں ہوتا۔ اصلاح کی کوششوں کے ذریعے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے اختلافات کو پس پشت ڈال کر ایک مشترکہ مقصد کے لیے کام کریں۔[20] یہ اتحاد نہ صرف مسائل کے حل میں مدد دیتا ہے بلکہ معاشرت میں امن و سکون کی فضا بھی قائم کرتا ہے۔ اجتماعی اصلاح کی تحریک کے ذریعے لوگ اپنے اختلافات کو ختم کر کے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جس سے معاشرت کی ساخت مضبوط ہوتی ہے۔

ل۔ اخلاقی اور روحانی تربیت

اجتماعی اصلاح کی ضرورت میں اخلاقی اور روحانی تربیت کا عمل بھی شامل ہے۔ جب معاشرت میں اخلاقی انحطاط کی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو اس کا اثر افراد کی سوچ، عمل، اور رویے پر پڑتا ہے۔ اخلاقی تربیت کے ذریعے لوگوں کو صحیح اور غلط کا ادراک ہوتا ہے، اور وہ اپنے عمل میں بہتری

---

[19] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:86.
[20] Muḥammad Ḥifẓ al-Raḥmān Siwāharvī, *Qiṣaṣ al-Qur'ān*, Maktabah Raḥmānīyah, Lāhor, 2001, 1:76.

لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تربیت فرد کو نہ صرف ذاتی سطح پر بہتر بناتی ہے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی مثبت تبدیلیاں لاتی ہے۔ روحانی تربیت کے ذریعے لوگوں کو اپنے خالق کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے، جو انہیں اخلاقی اصولوں کے مطابق جینے کی ترغیب دیتا ہے۔[21]

م۔ سماجی انصاف کا قیام

اجتماعی اصلاح کی ضرورت سماجی انصاف کے قیام میں بھی ہے۔ جب معاشرت میں ناانصافی اور عدم مساوات کی صورت حال پیدا ہوتی ہے، تو اس کا اثر افراد کی زندگیوں پر پڑتا ہے۔ اصلاح کی کوششوں کے ذریعے معاشرت میں انصاف اور برابری کا نظام قائم کیا جاسکتا ہے۔ یہ اصلاحات افراد کی زندگیوں میں بہتری لاتی ہیں اور انہیں اپنے حقوق کا احساس دلاتی ہیں۔ جب لوگ اپنی حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں اور انصاف کی فراہمی کے لیے کوشش کرتے ہیں، تو یہ ایک مثبت تبدیلی کی طرف ایک قدم ہوتا ہے۔

ن۔ نئی نسل کی تربیت

اجتماعی اصلاح کی ضرورت نئی نسل کی تربیت میں بھی ہے۔ نوجوان نسل معاشرت کا مستقبل ہے، اور ان کی تربیت اس بات کی ضمانت فراہم کرتی ہے کہ وہ ایک بہتر معاشرت کے لیے کام کریں گے۔ اصلاح کی کوششوں کے ذریعے نئی نسل کو اخلاقی، ثقافتی، اور سماجی اصولوں سے آشنا کیا جاسکتا ہے۔ یہ تربیت انہیں نہ صرف اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتی ہے بلکہ انہیں ایک مثبت فکر دینے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ جب نئی نسل کو درست راہنمائی ملتی ہے، تو وہ معاشرتی تبدیلی کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔[22]

اجتماعی اصلاح کی ضرورت انسانیت کے لیے ایک بنیادی ضرورت ہے۔ یہ صرف افراد کی سطح پر نہیں بلکہ پورے معاشرتی نظام میں بہتری کی ضامن ہوتی ہے۔ اصلاح کی کوششوں کے ذریعے معاشرتی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے، افراد کی زندگیوں میں بہتری لائی جاسکتی ہے، اور ایک مستحکم اور خوشحال معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ اجتماعی اصلاح کی تحریک نہ صرف افراد کی ذاتی زندگی کو بہتر بناتی ہے بلکہ پورے معاشرے کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اصلاح کے عمل میں شریک ہو اور مل کر ایک نئی راہ پر گامزن ہو۔[23]

قرآن مجید کے کلام کا اعجاز یہ بھی ہے کہ وہ واقعات میں سے جب کسی واقعہ کو بیان کرتا ہے تو اپنے مقصد وعظ و تذکیر کے پیش نظر واقعہ کی انھی جزئیات کو نقل کرتا ہے۔ جو مقصد کے لیے ضروری ہیں اور اجمال و تفصیل اور تکرار واقعہ میں بھی صرف ایک ہی مقصد اس کے سامنے ہوتا ہے اور وہ موعظت و عبرت کا مقصد ہے۔ چنانچہ اسی اسلوب کے مطابق قرآن نے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا اجمالی و تفصیلی ذکر تینتالیس جگہ پر کیا ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

---

[21] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:79.
[22] Sayyid Quṭb, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 1:75.
[23] Muḥammad Ḥifẓ al-Raḥmān Siwāharvī, *Qiṣaṣ al-Qur'ān*, 1:105.

تجاویز وسفارشات

1. قرآنی قصص کو دعوتی اسلوب کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔
2. دعوتی مواد میں اخلاقی اقدار کو مرکزی حیثیت دی جائے۔
3. انسان کی ذمہ داریوں اور قیادت کے اصولوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔
4. نوجوان نسل کو حضرت آدم کے واقعے سے اخذ کردہ اخلاقی وروحانی اسباق سکھانے کے لیے جدید تدریسی طریقے اپنائے جائیں۔
5. انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے لیے قرآنی پیغامات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے منصوبے ترتیب دیے جائیں۔

خلاصہ بحث

حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ انسانیت کے لیے عظیم درس فراہم کرتا ہے، جو انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا ایک جامع پیغام ہے۔ یہ واقعہ ہمیں اللہ کی رحمت، توبہ کی قبولیت، اور شیطان کے وسوسوں سے بچنے کا درس دیتا ہے۔ تفسیر فی ظلال القرآن کے تناظر میں، یہ واقعہ دعوت کے اصولوں کو اجاگر کرتا ہے، جن میں اخلاقی تربیت، علم کی اہمیت، اور معاشرتی ہم آہنگی شامل ہیں۔ حضرت آدم کا واقعہ انسان کو اللہ کی بندگی کی طرف راغب کرتا ہے اور یہ احساس دلاتا ہے کہ انسان کا مقصد دنیا میں عدل وانصاف کا قیام اور اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ یہ پیغام آج بھی انسانیت کے لیے ایک رہنما اصول ہے، جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Sayyid Quṭb. *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*. Lahore: Idārah Manshūrāt Islāmī, 1998.
* al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Karachi: Maktabah al-Bushrā, 2018.
* Siwāharvī, Muḥammad Ḥifẓ al-Raḥmān. *Qiṣaṣ al-Qur'ān*. Lahore: Maktabah Raḥmānīyah, 2001.
* Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn al-Qushayrī. *Ṣaḥīḥ Muslim: Kitāb al-Qadar*. Karachi: Maktabah al-Bushrā, 2018.
* Quṭb, Sayyid. *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*. Lahore: Idārah Manshūrāt Islāmī, 1998.
* Siwāharvī, Muḥammad Ḥifẓ al-Raḥmān. *Qiṣaṣ al-Qur'ān*. Lahore: Maktabah Raḥmānīyah, 2001.
* Quṭb, Sayyid. *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*. Lahore: Idārah Manshūrāt Islāmī, 1998.
* al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitāb Aḥādīth al-Anbiyā'*. Karachi: Maktabah al-Bushrā, 2018.
* al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Karachi: Maktabah al-Bushrā, 2018.